"شعلے" میں گبر کا کردار پہچان بنا

امجد خان

ہندی سینما میں ولن کے کردار کو لیجنڈ بنا دیا

سلیم بخاری
salim.bokhari@hotmail.com

پہلی قسط

فلم "شعلے" میں گبر سنگھ کا کردار کرکے شہرت پانے والے اداکار امجد خان آج اس دنیا میں نہیں مگر وہ اپنے پیچھے ایک ایسی روایت چھوڑ گئے ہیں جس کے حصول کے لئے گزشتہ 26 سال سے نہ جانے کتنے اداکاروں نے کوشش کی ہوگی اور نہ جانے کتنی نسلوں تک یہ جنگ وجدل جاری رہے گی مگر دوسرا کوئی امجد خان دریافت ہوگا اور نہ ہی کوئی ولن گبر سنگھ بن پائے گا۔ یہی راقم الحروف کی طرف سے امجد خان کے لئے سب سے بڑا خراج تحسین ہے۔ 12 نومبر 1940ء کو پاکستان کے شہر پشاور میں پیدا ہونے والے امجد خان کے والد جیانت Jayant بھی اپنے دور کے منجھے ہوئے اداکاروں میں شامل تھے۔ ان کا خاندان معروف پشتون نسل سے تعلق رکھتا تھا۔ ان کے دونوں بھائی امتیاز خان اور عنایت خان بھی ایکٹر تھے۔ امجد خان نے ابتدائی تعلیم سینٹ اینڈریو ہائی سکول سے حاصل کی جس کے بعد وہ آر ڈی نیشنل کالج میں داخل ہو گئے اور طلبہ تنظیم کے جنرل سیکرٹری بن گئے۔ امجد خان کے فلموں میں آنے سے پہلے ہوتا یہ تھا کہ جب بھی کسی بھارتی فلم کی بات ہوتی تو تین باتیں ذہن میں آتی تھیں کہ فلم کی کہانی کیسی ہے، ہیرو کون ہے اور ہیروئن کون ہے؟ مگر 1975ء میں ریلیز ہونے والی فلم "شعلے" میں ڈاکو گبر سنگھ اور 1978ء میں بننے والی فلم "مقدر کا سکندر" نے تو ولن کے رول کو مقبولیت کی بلندیوں پر پہنچا دیا۔ اب فلمی ولن کی بات چھڑے تو فی الفور ذہن میں ایک ہی نام آتا ہے اور وہ ہے امجد خان کا۔ فلم میں ولن کے رول کو ان عظمتوں تک پہنچانے کا سہرا گبر سنگھ کے سر ہے یا امجد خان کے، یہ فیصلہ کرنا ہرگز مشکل نہیں۔ "شعلے" ویسے تو بڑے نامی گرامی اداکاروں سے بھرپور تھی جن میں دھرمیندر، سنجیو کمار، امیتابھ بچن، ہیما مالنی اور جیا بہادری نمایاں تھے مگر فلم بینوں کو یہ فلم ولن گبر سنگھ کے روپ میں امجد خان کی اداکاری اور اس کے مکالموں کی وجہ سے یاد ہے جو آج تک زبان زدعام ہیں۔ جیسا کہ سب جانتے ہیں کسی بھی شعبے میں کمال حاصل کرنے کیلئے سخت محنت کرنا پڑتی ہے۔ امجد خان نے بھی یہ کردار کرنے کے لئے بہت محنت کی۔ اس رول کیلئے انہوں نے کیا کچھ کیا؟ یہ احوال جانتے ہیں اس ایکٹر کی اہلیہ شہلا خان سے۔ وہ کہتی ہیں:

"میرے شوہر کو "شعلے" کا یہ کردار 20 ستمبر 1973ء کو آفر کیا گیا جس دن میرا بیٹا شاداب پیدا ہوا تھا۔ فلم کے ڈائریکٹر کی نظر امجد خان پر ایک ڈرامہ دیکھتے ہوئے پڑی اور "شعلے" کے کہانی نویس سلیم جاوید نے جو گبر سنگھ کا کریکٹر لکھ کر رمیش سپی، جو فلم کے ڈائریکٹر تھے، کے سپرد کر دیا اور یہ معرکۃ الآراء کردار تخلیق ہوا۔ فلم کی شوٹنگ کے دوران ساتھی اداکاروں کا خیال تھا کہ امجد خان کی آواز چونکہ بہت کمزور ہے لہٰذا اسے کسی اور کی آواز میں ڈب کیا جائے مگر رمیش سپی نے ضد کی کہ نہیں وہ امجد خان کی آواز میں ہی مکالمے ریکارڈ کریں گے۔ امجد خان نے گبر سنگھ کے کردار پر باقاعدہ ریسرچ کی تو پتہ چلا کہ یہ کردار تو ماضی کا حصہ رہا ہے جس کے بارے میں جیا بہادری کے والد ترون کمار بہادری نے اپنی کتاب میں بھی لکھا کہ اس نام کا ڈاکو چمبل وادی میں رہا کرتا تھا۔ ان کی کتاب کا نام تھا "چمبل کے ڈاکو"۔ تھا۔ امجد خان نے فلم کا یہ کردار اچھے انداز میں اس لئے نبھایا کہ انہوں نے گبر سنگھ کے طور طریقوں سے مکمل آگاہی حاصل کر لی تھی۔ ایک اور اہم بات یہ بھی ہے کہ امجد جب یہ فلم کر رہے تھے تو ان کے والد ہسپتال میں کینسر جیسے موذی مرض سے لڑ رہے تھے اور فلم "شعلے" کی ریلیز سے چند ماہ قبل ملک راہی عدم ہوئے۔"

امجد خان کا یہ ڈائیلاگ بھلا کیسے کوئی بھول سکتا ہے: "ارے او سامبا، کتنے آدمی تھے" امجد خان نے اپنے بیس سالہ فلمی کیریئر کے دوران 130 سے زیادہ فلموں میں کام کیا۔ فلموں میں آنے سے پہلے وہ تھیٹر ڈراموں میں کام کرتے تھے۔ ان کی پہلی فلم "نازنین" تھی جو 1951ء میں ریلیز ہوئی۔ اس کے بعد 17 سال کی عمر میں انہیں فلم "اب دلی دور نہیں" میں ایک رول ملا جو 1957ء میں منظر عام پر آئی۔ امجد خان نے اپنے والد جیانت کے ساتھ بھی چند فلموں میں کام کیا۔ 1960ء کی دہائی میں امجد خان نے ہدایت کار کے آصف کے معاون کے طور پر فلم "لو اینڈ گاڈ" (Love And God) پر کام کیا اور اس فلم میں اداکاری بھی کی۔ یہ فلم کے آصف کی 1971ء میں موت کے باعث التوا کا شکار ہوئی اور آخرکار 1986ء میں ریلیز ہوئی۔ اس کے بعد 1973ء میں انہیں باقاعدہ کردار ملا فلم "ہندوستان کی قسم" میں اور پھر 1975ء میں امجد خان کو ملی فلم "شعلے" جس میں گبر سنگھ کا کردار کرکے اپنے لئے بہت بلند مقام حاصل کر لیا۔ یہ ان کی اداکاری کا کرشمہ تھا کہ فلم نے بلاک بسٹر کا اعزاز حاصل کر لیا۔ اس فلم میں اداکاری کے لئے فلم فیئر ایوارڈ کے لئے نامزدگی تو معاون اداکار کے حصے میں آئی مگر عوامی سطح پر جو پذیرائی گبر سنگھ کے روپ میں امجد خان کو ملی اس کا کوئی ثانی نہیں۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ امجد خان کے حوالے سے جب بھی گفتگو ہوتی ہے تو اس کا آغاز اور اختتام گبر سنگھ پر ہی ہوتا ہے مگر یہ تکلیف دہ بات بھی ہے کیونکہ اس کردار کے علاوہ بھی امجد خان نے متعدد فلموں میں یادگار کردار کئے ہیں۔ یہ بھی تو ایک حقیقت ہے کہ اگر "مغل اعظم" میں پرتھوی راج کا بحیثیت مغل بادشاہ اکبر اور فلم "پکار" میں چندر موہن کا بطور مغل بادشاہ جہانگیر کردار ناقابل فراموش ہے تو اس لحاظ سے گبر سنگھ بھی کردار کشی کی اعلیٰ مثال ہے۔ گبر سنگھ رام گڑھ کا ایک ایسا ڈاکو تھا جس کے ڈر اور دہشت نے ہر طرف تباہی مچا رکھی تھی اور علاقے کی مائیں اپنے بچوں کو یہ کہہ کر ڈرایا کرتی تھیں: "سو جا وَ بیٹا نہیں تو گبر سنگھ آ جائے گا"۔ یہ کردار امجد خان نے دھیمے مگر رعب دار لہجے میں کمال مہارت سے ادا کیا اور بالی وڈ میں ولن کے کردار کو ایک نئی جہت عطا کر دی۔ خود امجد خان کو بھی اداکار کے طور پر اپنی اس طاقت کا علم نہیں تھا مگر رمیش سپی کی فلم "شعلے" نے انہیں ناقابل شکست بنا دیا۔ اس کے بعد امجد خان نے جن فلموں میں کام کیا ان میں بھی "شعلے" کے گبر سنگھ کی چھاپ ضرور موجود ہے۔ ان فلموں میں "شطرنج کے کھلاڑی، مقدر کا سکندر، قربانی، پرورش، لاوارث، سہاگ، یارانہ اور چمیلی کی شادی" شامل ہیں۔ ایک اور دلچسپ حقیقت یہ بھی ہے کہ امجد خان "شعلے" کے گبر سنگھ کے لئے پہلی چوائس نہیں تھے بلکہ یہ کردار تو ڈینی ڈینزونگ پا (Danny Denzongpa) کو سامنے رکھ کر لکھا گیا تھا مگر فلم کی شوٹنگ شروع ہونے سے چند ماہ قبل ڈینی نے یہ کردار کرنے سے معذرت کر لی کیونکہ وہ کسی اور فلم کی شوٹنگ کی وجہ سے ڈیٹ نہیں دے پا رہے تھے۔ سلیم جاوید جب گبر سنگھ کا کردار لکھ رہے تھے تب بھی کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ یہ کردار یادگار رہے گا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ امیتابھ بچن بھی گبر سنگھ کا کردار کرنے کے خواہش مند تھے۔ سلیم جاوید کا بھی یہی خیال تھا کہ شاید امجد خان اس کردار کی خصوصیات کو نبھا نہ پائیں مگر یہ ادراک انہیں ضرور تھا کہ امجد خان جسمانی طور پر ایک ڈاکو کے کردار کے لئے انتہائی موزوں ہیں۔ امجد خان نے کردار کی ضرورت کے تحت نہ صرف اپنی داڑھی بڑھالی بلکہ دانتوں کو بھی کالا رنگ کروا لیا تھا۔ ان کا لہجہ اور زبان بھی کردار کیلئے بہت مناسب تھی۔ معروف فلمی ناقد انوپما چوپڑہ کے مطابق امجد خان "شعلے" کے لئے موزوں ترین اداکار تھے جو گبر سنگھ کا کردار ادا کرنے کیلئے اپنے اندر مطلوبہ صلاحیتیں رکھتے تھے لیکن جب فلم کی شوٹنگ ہو رہی

گبر کے کردار کیلئے پہلی چوائس نہیں تھے بلکہ کردار ڈینی ڈینزونگ پا کیلئے لکھا گیا تھا

اپنی حس مزاح کا مظاہرہ "قربانی" میں چیونگ گم چباتے پولیس آفیسر کے کردار میں کیا

ایک فلم "چور پولیس" کی ڈائریکشن بھی دی مگر وہ زیادہ کامیاب نہ ہوئی

گبر سنگھ کا کردار کرنے کیلئے گبر ڈاکو پر باقاعدہ تحقیق کی تھی

کردار کی ضرورت کے مطابق نہ صرف داڑھی بڑھائی بلکہ دانتوں کو بھی کالا رنگ کروایا

20 سالہ فلمی کیریئر کے دوران 130 سے زائد فلموں میں اداکاری کے جوہر دکھائے

1988ء میں ایک انگریزی فلم "دی پرفیکٹ مرڈر" میں انڈر ورلڈ ڈان کا کردار کیا

تھی تو یونٹ میں اکثریت کا خیال تھا کہ کیا امجد خان گبر سنگھ کیلئے درست انتخاب ہے کیونکہ یہ فلم کا کلیدی کردار تھا اور ساری فلم کا انحصار اسی پر تھا۔ اگر امجد خان کردار کے ساتھ انصاف کرنے میں ناکام ہوتا تو فلم بھی فلاپ ہو جاتی۔ انوپما چوپڑہ کا مزید کہنا ہے کہ امجد خان نے اپنی صلاحیتوں سے اس کردار کا تانا بانا کیونکہ وہ بچپن ہی سے اپنے دھوبی کی آواز یاد رکھے ہوئے تھا جو اپنی بیوی کو بلانے کیلئے کہتا تھا "ارے شانتی" بس یہی جملہ پھر "ارے او سامبا" میں تبدیل ہو گیا۔ شروع میں پروڈیوسر اور ہدایت کار کو بھی کچھ ہچکچاہٹ تھی مگر جلد ثابت ہو گیا کہ امجد خان کی اداکاری کے بل بوتے پر یہ فلم ضرور کامیابی سے ہمکنار ہوگی۔ فلم کی تکمیل کے دوران ایک بار امجد خان اور "شعلے" کے کہانی نویس سلیم جاوید کے مابین کسی وجہ سے بدمزگی ہو گئی اور امجد خان نے اس کے بعد بھی سلیم جاوید کی لکھی کسی فلم میں کام نہیں کیا۔ تاہم امجد خان کی وفات کے بعد ایک بار سلیم خان کی مرحوم کے بیٹے شاداب خان کے ساتھ ملاقات ہوئی جس میں سلیم خان نے کہا کہ میرے اور تمہارے والد (امجد خان) کے درمیان جو غلط فہمی ہوئی اسے ایک طویل عرصہ گزر چکا ہے، اب چونکہ وہ اس دنیا میں نہیں رہے لہٰذا ہمیں وہ سب بھول جانا چاہیے۔

کچھ لوگ سوال کرتے ہیں کہ اگر "شعلے" نہ بنتی تو کون سی فلم امجد خان کی بہترین فلم قرار پاتی۔ چند فلمی ناقدین کا خیال ہے کہ ستیہ جیت رے کی نوابی کلچر کے خلاف بنائی گئی فلم "شطرنج کے کھلاڑی" امجد خان کی بہترین فلم ہوتی جو 1977ء میں ریلیز ہوئی تھی۔ ایک بلاگر نے لکھا: "شعلے" کے گبر سنگھ اور "شطرنج کے کھلاڑی" کے بگڑے نواب کی اداکاری کا اگر موازنہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ امجد خان کتنا بڑا اداکار تھا۔ 1970ء اور 1980ء کی دہائیوں میں امیتابھ بچن اور امجد خان نے متعدد فلموں میں اکٹھے کام کیا۔ دونوں عظیم اداکار فلموں سے ہٹ کر ذاتی زندگی میں بھی گہرے دوست تھے۔ "مقدر کا سکندر" میں امجد خان کی اداکاری اس قدر جاندار تھی کہ امیتابھ بچن کے ٹائٹل رول کو بھی ایک چیلنج درپیش تھا۔ "یارانہ" فلم میں وہ امیتابھ (کشن) کے دوست بشن بنے تھے۔ فلم "پرورش" میں وہ 1970ء کی دہائی کے روایتی ولن کے رول میں سامنے آئے جو ان کو سے ایک بڑا بزنس مین بن جاتا ہے بعد میں اسے پتہ چلتا ہے کہ امیتابھ بچن اس کا بیٹا ہے۔ اسی سے ملتا جلتا ایک کردار "لاوارث" میں بھی دونوں نے کیا۔ دوستوں کے دوست کے طور پر جانے جانے والے امجد خان کی حس مزاح بھی بہت تیز تھی۔ اپنی اس خوبی کا مظاہرہ انہوں نے فیروز خان کی فلم "قربانی" میں چیونگم چباتے پولیس افسر کے کردار میں خوب کیا۔ اسی طرح فلم "چمیلی کی شادی" میں ان کی اداکاری کو وہ پذیرائی نہیں مل سکی مگر ان کی موت کے بعد فلم بینوں کو اس کردار میں امجد خان کی اداکاری کی قدر معلوم ہوگی۔ امجد خان کو اپنی اداکارانہ خوبیوں کا پوری طرح ادراک تھا کیونکہ 1987ء میں جب ایک صحافی نے ان سے سوال کیا کہ "شعلے" کے بعد وہ ٹائپ چھاپ کا شکار ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ میرے ڈائریکٹرز نے مجھ سے کامیڈی اور جذباتی کردار کروانے کا رسک لیا اور مجھے ٹائپ کاسٹ بننے سے بچانے میں میری مدد کی۔ جب فلم بین میری فلم دیکھنے آتے ہیں تو انہیں علم نہیں ہوتا کہ اب میں کیا کرنے والا ہوں۔ میری اداکاری مشہور لیگ سپنر چندر شیکھر کی گگلی کی طرح ہے۔

لاڈا گرودن سنگھ نے امجد خان کی فیملی کے ساتھ ایک انٹرویو میں دلچسپ انکشافات کئے جس میں امجد خان کے پرستاروں کو ان کی ذات کے کئی پہلوؤں سے شناسائی ملی۔ وہ کہتے ہیں: "مجھے اس امجد خان کا علم ہی نہیں تھا جو ان کی اہلیہ شہلا خان، بیٹی اہلم خان اور بیٹے شاداب خان کی بیگم رومانہ خان سے گفتگو کے بعد پتہ چلا۔ میری خواہش تو تھی کہ میں امجد خان کے بیٹے سے دریافت کرتا مگر اس نے بات کرنے سے صاف لفظوں میں یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میڈیا نے ان کے والد کی برسوں پرانی نظر انداز کیا اس لئے میں اپنے والد کے فلموں میں ادا کئے گئے کرداروں کے بارے میں کوئی گفتگو نہیں کروں گا۔ ان کا یہ جواز درست بھی تھا تاہم شاداب خان نے میرا رابطہ اپنی بہن اہلم خان سے کروا دیا۔ میں اہلم سے ملا اور چونکہ انہیں میری گفتگو پسند آئی اس لئے انہوں نے میرا رابطہ اپنی والدہ شہلا خان سے کروا دیا۔ انہوں نے باقاعدہ انٹرویو ختم ہونے کے بعد بہت دلچسپ گفتگو کی۔ شہلا خان نے کہا: "امجد کو بچوں سے بہت پیار تھا یہ پیار صرف اپنے بچوں تک محدود نہیں تھا بلکہ دوسروں کے بچوں سے بھی وہ پیار کرتے تھے لہٰذا وہ بچوں کے دوستوں اور رشتہ داروں حتیٰ کہ اجنبیوں پر بھی کڑی نظر رکھتے باوجود اس کے کہ وہ بچوں کو شہزادوں اور شہزادیوں کی طرح ٹریٹ کرتے تھے۔ امجد خان کی وفات کے بعد ایک خاتون ہم سے ملنے آئی جس نے بتایا کہ میرا بچہ ممبئی سے گم گیا تھا جس کے بعد میں نے امجد خان سے رابطہ کیا اور ان کی کاوشوں سے میرا بیٹا حیدرآباد میں مل گیا۔ ایک واقعہ یہ ہوا کہ ہمارے گھر پر انکم ٹیکس والوں نے چھاپہ مارا اور امجد خان سے ساتھ چلنے کو کہا جس پر انہوں نے کہا کہ مجھے اپنے ایک دوست کی بیٹی کو گردے کے آپریشن کیلئے رقم دینی ہے، جب تک اہلکاروں نے اس لڑکی کو رقم کی منتقلی یقینی نہیں بنا دی وہ گھر سے ان کے ساتھ نہیں گئے۔ اپنے بچوں کو چوٹ لگنا تک ان سے برداشت نہیں ہوتا تھا اور ایسی کوئی خبر سن کر وہ جہاں بھی ہوتے فوراً گھر واپس آ جاتے اور آتے ہی رونے لگتے، میرے لئے چوٹ لگے بچے اور امجد دونوں کو چپ کرانے میں بہت مشکل پیش آتی تھی اور امجد بچپن سے اکٹھے پلے بڑھے، جب امجد ڈراموں کے سلسلے میں سفر کرتے تو میں اکثر ان کے ساتھ جاتی تھی اور امجد کے درمیان اتحاد اور ذہنی ہم آہنگی تھی اور ہم دونوں دنیا کا ہر مسئلہ زیر بحث لاتے تھے۔ ہمارے مابین جب کوئی ٹینشن ہوتی تو امجد کہتے (TOR) ٹرانسفر آف ٹینشن، وہ کہتے تم نے مجھے وجہ بتا دی ہے اب تم بھول جاؤ یہ میں جانوں اور میرا کام جانے۔ امجد کے یہ الفاظ آج بھی میرے کانوں میں گونجتے ہیں۔ ایک بار امجد کے ایک دوست نے مشورہ دیا کہ آپ صرف بڑے بینرز کی فلموں میں کام کیا کریں تو امجد نے برجستہ جواب دیا کہ بڑے بینرز کا آپ خیال رکھیں اور مجھے چھوٹے بینرز کا خیال رکھنے دیں۔ امجد اداکاری کے ذریعے اپنا قد بڑھانے کے ساتھ مشکلات سے بھی دوچار رہے۔ 1976ء میں فلم "شعلے" کی ریلیز کے بعد میں اور امجد ایک حادثے میں شدید زخمی ہوئے اور تین ماہ تک ہسپتال میں داخل رہے۔ اسی عرصہ میں ستیہ جیت رے امجد سے ملے اور فلم "شطرنج کے کھلاڑی" میں واجد علی شاہ کا کردار کرنے کی پیشکش کی اور ساتھ ہی یہ اعلان بھی کر دیا کہ اگر امجد خان یہ رول نہیں کریں گے تو وہ یہ فلم ہی نہیں بنائیں گے۔ انہوں نے امجد خان سے کہا کہ جرأت کر کے اس بیماری سے نکلو جو امجد نے ثابت بھی کیا۔ میرے لئے اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی یہ مان لینا ممکن نہیں کہ امجد اس دنیا میں نہیں ہیں۔"

یاد رہے کہ امجد خان نے ایک فلم "چور پولیس" کی ہدایت کاری بھی کی تھی۔ وہ فلم باکس آفس پر تو زیادہ کامیاب نہ ہوئی مگر ان کی ڈائریکشن میں کوئی کمی نہ تھی۔ "شعلے" میں ان کے ہر دلعزیز مکالموں میں "کتنے آدمی تھے" کے علاوہ "اب تیرا کیا ہوگا کالیا؟، جو ڈر گیا سمجھو مر گیا اور یہ ہاتھ ہم کو دے دے ٹھاکر" شامل ہیں۔ امجد خان کے مشاغل میں ڈرائیونگ، موسیقی اور بیڈمنٹن شامل تھے۔ آر ڈی برمن ان کے پسندیدہ موسیقار تھے جبکہ امیتابھ بچن اور امریش پوری پسندیدہ اداکاروں میں شامل تھے۔ پسندیدہ اداکارہ مدھو بالا تھیں جبکہ پسندیدہ گلوکار تھے کشور کمار۔ امجد خان سگریٹ پیتے تھے مگر شراب بھی نہیں پی۔ 1988ء میں انہوں نے ایک انگریزی فلم "دی پرفیکٹ مرڈر" میں ایک انڈر ورلڈ ڈان کا کردار بھی کیا تھا۔

(جاری ہے)

”شعلے“ میں گبر کا کردار پہچان بنا

امجد خان

ہندی سینما میں ولن کے کردار کو لیجنڈ بنا دیا

سلیم بخاری
salim.bokhari@hotmail.com

آخری قسط

ناقدین ہوں یا شائقین فلم دونوں کا اس بات پر اتفاق رائے ہے کہ امجد خان نے فلموں میں بطور اداکار ولن کے کردار کو جو مقام دلوایا وہ کسی دوسرے فن کار کے حصے میں نہیں آیا۔ فلم ”شعلے“ میں ڈاکو گبر سنگھ اور فلم ”شطرنج کے کھلاڑی“ میں نواب واجد علی شاہ کے کردار ادا کر کے انہوں نے ثابت کر دیا کہ فلم صرف ہیرو اور ہیروئن کی اداکاری کی مرہون منت نہیں ہوتی بلکہ ولن کا کردار بھی فلم کی کامیابی میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ 1975ء میں فلم ”شعلے“ کی کامیابی کے بعد امجد خان نے آئندہ بھی فلموں میں منفی کردار ادا کرنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ 1970ء، 1980ء اور 1990ء کی دہائی کے اوائل تک انہوں نے بے شمار فلموں میں ولن کا کردار کیا اور مقبولیت کے حوالے سے سینئر اداکار اجیت کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ ان کی زیادہ تر فلمیں امیتابھ بچن کے ساتھ تھیں۔ فلم ”انکار“ میں ان کا رول بھی بہت سراہا گیا، اس کے علاوہ جن فلموں میں انہوں نے اپنی موجودگی کو منوایا ان میں ”دیس پردیس، ناستک، تے پہ سے، چنبیلی کی قسم گنگا کی سوگند، ہم کسی سے کم نہیں اور نصیب“ شامل ہیں۔ امجد خان نے اپنی فلمی زندگی کے دوران متعدد غیر روایتی کردار کیے جن میں خاص طور پر فلم ”شطرنج کے کھلاڑی“ سرفہرست ہے۔ یہ فلم منشی پریم چند کے ناول پر بنی تھی اور اسے مشہور زمانہ فلم میکر ستیہ جیت رے نے بنایا تھا۔ اس فلم میں امجد خان نے اودھ کے بادشاہ واجد علی شاہ کا کردار ادا کیا جو ایک لاچار حکمران تھا اور برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرف سے حملے کا سامنا کر رہا ہوتا ہے۔ یاد رہے اس فلم میں امجد خان نے ایک گانا بھی ڈب کروایا تھا لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ صرف منفی کردار ہی مہارت سے کر سکتے تھے۔ انہوں نے مثبت کردار بھی کیے ہیں۔ فلم ”یارانہ“ میں وہ امیتابھ بچن کے دوست بنے جبکہ فلم ”لاوارث“ میں امیتابھ کے والد کا کردار ادا کیا۔ آرٹ فلم ”اتساؤ“ (Utsav) 1984ء میں انہوں نے ”کاماسوترا“ کے مصنف وتسیاین (Vatsyayan) کا کردار ادا کیا۔

مرچنٹ آئیوری کی انگریزی فلم ”دی پرفیکٹ مرڈر“ میں وہ مافیا ڈان بنے، اسی طرح مزاحیہ کرداروں میں بھی انہوں نے اپنی اداکارانہ صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ ایسی فلموں میں 1980ء میں بننے والی فلم ”قربانی“ اور 1986ء میں ریلیز ہونے والی فلمیں ”لو سٹوری“ اور ”چنبیلی کی شادی“ شامل ہیں۔ ایک مختصر عرصے کے لئے انہوں نے ڈائریکشن میں بھی قسمت آزمائی اور 1983ء میں ایک فلم ”چور پولیس“ کی ہدایت کاری کی مگر باکس آفس پر وہ ناکام رہی۔ 1985ء میں ان کی فلم ”امیر آدمی غریب آدمی“ بلاک بسٹر ثابت ہوئی۔ امجد خان ایکٹرز گلڈ کے صدر بھی رہے، اس کے ساتھ ساتھ وہ بھارتی فلم انڈسٹری میں ہمیشہ قابل احترام رہے۔ انہوں نے اکثر اداکاروں، فلم سازوں اور ہدایت کاروں کے مابین اختلافات بھی ختم کرائے جس کی ایک مثال یہ ہے کہ ڈمپل کپاڈیہ نے ایک فلم میں ماں کا کردار ادا کرنے کی حامی بھری تھی بعدازاں کردار کرنے سے معذرت کر لی جس پر فلم ساز کمپنی نے اداکارہ کا بائیکاٹ کرنے کی کوشش کی مگر امجد خان نے ایکٹرز گلڈ کے صدر کی حیثیت سے مداخلت کرتے ہوئے معاملہ رفع دفع کروا دیا۔

علی پیٹر جون اپنے ایک آرٹیکل میں لکھتے ہیں کہ امجد خان کا ایک اداکار کی حیثیت سے جو نام اور مقام ہے اسے بھلانے کی کوشش کی گئی تو یہ ایک مجرمانہ اقدام ہوگا کیونکہ انہوں نے جس دھات پر اپنا نام کندہ کیا ہے اسے مٹانا تو دور کی بات ہے اس پر خراش ڈالنا بھی ممکن نہیں، انہیں ہمیشہ فلم ”شعلے“ کے گبر سنگھ کے طور پر ہی یاد رکھا جائے گا۔ انہیں ٹائپ کاسٹ بنانے کی بھی کوشش کی گئی مگر امجد خان کی اداکارانہ صلاحیتوں نے ایسا ہونے نہیں دیا کیونکہ انہوں نے منفی کرداروں میں بھی اپنی اداکاری سے نہ صرف جان ڈال دی بلکہ ایک نئی جہت بھی ایجاد کی۔ بالی ووڈ کی روایت میں کسی کو طے شدہ اصولوں سے انحراف کی اجازت نہیں تھی مگر امجد خان نے ان تمام نام نہاد اصولوں سے بغاوت کی اور اپنے نام کا سکہ ایسے منوایا جسے ان سے چھیننے کی جرأت آج تک کسی نے نہیں کی۔ انہوں نے یہ بھی ثابت کیا کہ مثبت کردار بھی وہ کمال مہارت سے ادا کر سکتے ہیں جس کی مثال ان کی فلموں دادا، کمانڈر اور پیارا دشمن کے طور پر دی جا سکتی ہے۔ انہوں نے بے شمار ایسے کردار بھی کئے جو نہ صرف بہت طاقتور تھے بلکہ انہوں نے ہیروز سے بھی زیادہ مقبولیت حاصل کی۔ امجد خان اس قدر مکمل اداکار تھے کہ ان کی صلاحیتوں کا اعتراف رمیش سپی، فیروز خان اور آنند ساگر جیسے فلم میکرز نے بھی کیا تھا۔ آرٹ فلموں کے فلم میکر کلپنا لاجمی (Kalpana Lajmi) اور ستیہ جیت رے جیسے فلم میکرز نے بھی ان کی اداکاری کو تسلیم کیا۔ فلم ”شعلے“ کی کامیابی نے امجد خان کے لئے سب دروازے وا کر دیئے اور وہ سب فلم ساز جنہوں نے بطور اداکار انہیں مسترد کر دیا تھا وہ انہیں سائن کرنے کے لئے ان کے گھر کے باہر قطار میں کھڑے دکھائی دیئے جو محبوب سٹوڈیو کے سامنے واقع تھا۔

علی پیٹر جون مزید لکھتے ہیں کہ امجد خان انہیں اپنے سیکرٹری وے رہا سے اپنے تعلقات اور امیتابھ بچن سے اپنی دوستی کے عروج و زوال اور ریکھا سے بگ بی کے رومانس کی داستان بیان کرنا چاہتے تھے مگر ان کی زندگی نے وفا نہ کی۔ امجد خان نے بتایا تھا کہ وہ ”لمبائی چوڑائی“ کے نام سے ایک فلم بنانا چاہتے تھے جس میں امیتابھ بچن بھی ایک کردار ادا کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے بعد میں انہوں نے انکار کر دیا۔ ایک حوالہ یہ بھی ہے کہ امجد خان اپنی فلم میں ریکھا اور امیتابھ بچن کے رومانس پر مبنی مواد کو لے کر فلم بنانے کے خواہش مند تھے لیکن یہ کہانی اب بھی منظر عام پر نہیں آئے گی۔ امجد خان نے ریکھا اور امیتابھ کے عشق میں دونوں کی بہت مدد کی تھی۔ امجد خان کی ایک اور خوبی یہ بھی تھی کہ وہ قرآن پاک اور بائبل کے حوالے اپنی گفتگو میں اکثر دیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ انگلش شاعروں کی نظمیں بھی اکثر سنایا کرتے تھے جن میں کیٹس (Keats)، بائرن (Byron)، ولیم ورڈز ورتھ اور شیلے شامل تھے۔ وہ سقراط، افلاطون، خلیل جبران اور ایس رادھا کرشنن جیسے فلاسفرز کے مشکل

رمیش سپی، فیروز خان اور آنند ساگر جیسے فلم میکرز نے بھی انکی صلاحیتوں کا اعتراف کیا

آغاز میں مسترد کرنیوالے فلمساز بعد میں ان کے گھر کے باہر قطار میں کھڑے دکھائی دیئے

''شطرنج کے کھلاڑی'' میں ایک مجبور اور لاچار نواب کی اداکاری کو لاجواب بنادیا

تصورات کو بھی سہل زبان میں بیان کرنے میں مہارت رکھتے تھے۔معروف اداکار چندر شیکھر آرٹسٹ اور فلم ورکرز کے لیڈر رہے ہیں،ان کا کہنا ہے کہ میں نے بہت سے لیڈروں کو آتے جاتے دیکھا ہے مگر میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ امجد خان جیسا لیڈر میں نے کبھی نہیں دیکھا لیکن فلمی صنعت نے ان جیسے قابل اور فعال لیڈر کو کھو دیا،وہ اگر زندہ رہتے تو کیا کیا معجزے کر جاتے۔امجد خان نے سیاست میں کبھی دلچسپی نہیں لی تھی بلکہ سیاست اور سیاستدانوں سے ایک طرح کی لاتعلقی اختیار کئے رکھی۔ان کے خیال میں بس وہ ایک ہی ایسا شخص تھا جو ایکٹر بھی تھا اور ایک باعزت سیاستدان بھی اور وہ تھا سنیل دت جس کی ہر بات کو امجد خان حکم کا درجہ دیتے تھے۔علی پیٹر جون نے اپنے آرٹیکل میں ایک اور دلچسپ واقعہ بھی درج کیا ہے :''ہندوستانی سینما اور سنسر شپ کے عنوان سے ایک سیمینار ہو رہا تھا جس کی صدارت یونین کے وزیر اطلاعات و نشریات کر رہے تھے،اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے امجد خان نے سنسر پالیسی کی کافی ایسی کی تیسی کی اور یہ بھی کہا کہ میری فلم ''چور پولیس'' کا بھی سنسر نے کباڑہ کر دیا مگر جب انہوں نے ڈائس کی طرف دیکھا تو وزیر موصوف ،جنہوں نے کالا چشمہ لگایا ہوا تھا سو رہے تھے جس پر وہ حاضرین سے مخاطب ہوئے اور کہا ہم حکومت سے کوئی مثبت رویے کی کیسے توقع کر سکتے ہیں جس کے وزیر ایسے ہوں؟میں یہاں اپنے مسائل بیان کر رہا ہوں اور انصاف کا تقاضا کر رہا ہوں جبکہ وزیر صاحب خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے ہیں۔میری تقریر پر وزیر کے اس ردعمل سے خود وزیر اور ان کی حکومت کی کارکردگی کا پتہ چلتا ہے۔یہ سن کر وزیر کے اسسٹنٹ نے وزیر کو جگایا اور امجد خان نے جو کچھ کہا وہ انہیں بتایا۔وزیر صاحب اس وقت تو کچھ نہ بولے مگر اس کا بدلہ اس وقت لیا جب امجد خان کی اگلی فلم ''امیر آدمی غریب آدمی'' ان کے سامنے سنسر کیلئے پیش ہوئی۔مذکورہ وزیر کے حکم پر اس فلم کے حصے کاٹ کاٹ کر اس کا ستیاناس کر دیا گیا مگر امجد خان کا دلیرانہ انداز زندگی کے آخری لمحے تک ان کی ذات کا حصہ رہا تاہم اپنی دو فلموں کی پے در پے ناکامی نے انہیں توڑ کے رکھ دیا تھا اور وہ دلبرداشتہ ہو کر پہلے جیسے امجد خان نہیں رہے تھے۔انہوں نے اپنی آخری فلم ''رودالی''(Rudaali) میں ایک بیمار نواب (مہاراجہ) کا کردار ادا کیا جو بستر مرگ پر پڑا ہوتا ہے۔ان کے تھیٹر کے زمانے کے دوست سنجیو کمار اکثر اپنے گہرے دوستوں کو کہا کرتے تھے کہ امجد خان پچاس سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی اس دنیا سے چلا جائے گا اور پھر ایسا ہی ہوا،ایک شدید دل کے دورے کے نتیجے میں وہ اس دنیائے فانی سے منہ موڑ گئے۔''

اب ذرا امجد خان کی فلموں پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔ابتدائی سالوں میں ان کی اکا دکا فلمیں ہی منظر عام پر آئیں جن میں شامل ہیں ''نازنین'' (1951ء) پھر 6 سال بعد آئی ''اب دلی دور نہیں''(1957ء) پھر 4 سال بعد ایک فلم ''مایا'' (1961ء)۔یہ فلمیں انہوں نے بطور چائلڈ سٹار کی تھیں۔اس کے بعد 1973ء میں ''ہندوستان کی قسم'' اور دو سال بعد یعنی 1975ء میں آئی فلم ''شعلے'' جس نے اچانک امجد خان کو سپر سٹار بنا دیا۔اس کے بعد 1976ء میں دو فلمیں ''چرس'' اور ''جگی اور جانی'' آئیں۔اس کے بعد تو امجد خان پر فلموں کی بارش ہونے لگی۔1977ء میں ان کی 9 فلمیں ریلیز ہوئیں جن میں شامل تھیں ''آفت،آخری گولی،چکر پہ چکر،ہم کسی سے کم نہیں،قسم خون کی،پلکوں کی چھاؤں میں،پرورش،رام بھروسے اور شطرنج کے کھلاڑی''۔1978ء میں ان کی چودہ فلمیں منظر عام پر آئیں جن میں ''اپنا خون،بے شرم،بندی، بھوک،دیس پردیس،گنگا کی سوگند،ہیرالال پنا لال،انکار،قسمیں وعدے،خون کی پکار، مقدر،مقدر کا سکندر، پھول کھلے ہیں گلشن گلشن،رام قسم اور ساون کے گیت'' شامل ہیں۔1979ء میں امجد خان کی 13 فلمیں نمائش کے لئے پیش ہوئیں جن میں شامل تھیں'' احساس،آتما رام،چمبل کی رانی،دادا،دو شکاری،ہمارے تمہارے،ہم تیرے عاشق ہیں،لوک پرلوک،مسٹر نٹور لال،راکھی کی سوگند، سرکاری مہمان اور سہاگ''۔ اس کے بعد 1980ء میں ان کی دس فلمیں ریلیز ہوئیں جن میں شامل تھیں''بمبئی 420 میل،چالا کمی،خنجر،لہو پکارے گا،لوٹ مار، پیارا دشمن، قربانی،رام بلرام اور یاری دشمنی''۔1981ء میں تو امجد خان نے 26 فلموں میں کام کر کے ایک ریکارڈ قائم کر دیا،ان فلموں میں شامل تھیں ''نوشا ندن،برسات کی ایک رات،چہرے پہ چہرہ،کمانڈر،دھواں،گہرے زخم،ہم سے بڑھ کر کون،جیل یاترا،کہیا،پانچ قیدی،کالیا،قاتلوں کے قاتل،لیڈیز ٹیلر،لاوارث،لو سٹوری،ماں کے استاد،نصیب،پلاٹ نمبر 5، پروفیسر پیارے لال،راکی،شمع،وقت کی دیوار،یارانہ اور زمانے کو دکھانا ہے''۔1982ء میں ان کی دس فلمیں دیکھنے کو ملیں جن میں شامل تھیں''بتنے پرست،بغاوت، دولت،دیس پردیسی،دھرم کانٹا،انسان،سمراٹ، تیسری آنکھ،تقدیر کا بادشاہ اور تیری مانگ ستاروں سے بھردوں''۔1983ء میں 9 فلمیں ریلیز ہوئیں جن میں شامل تھیں''اتنا نہ،بڑے دل والا،چور پولیس،ہمت والا،ہم سے ہے زمانہ،ہم سے بچنا کوئی،جانی دوست،مہمان اور ناٹک''۔ 1984ء میں 8 فلمیں منظر عام پر آئیں جن میں شامل تھیں ''بندیا چمکے گی،دھوکے باز،کامیاب،تیرے میرے بیچ میں،مٹی مانگے خون،موہن جوشی حاضر ہو اور باپ اور اُستاد''۔ 1985ء میں 8 فلمیں آئیں جن میں شامل ہیں ''امیر آدمی غریب آدمی،ایک ڈاکو شہر میں،ایک سے بھلے دو،ماں قسم،تیرے ساتھی،محبت اور پاتال بھیرودی''۔1986ء میں 13 فلمیں ریلیز ہوئیں جن میں شامل تھیں ''اندھیری رات،میں رہا تیرے ہاتھ میں،چمیلی کی شادی،جیوا،لوایبنڈ گاڈ، محبت کی قسم، نصیحت، پہنچے ہوئے لوگ،پچھا کرو،جگیلو فلم

سمہاسنم (Simhasanam)، سنگھاسن، وکرم اور زندگانی''۔1987ء میں امجد خان کی 5 فلمیں منظر عام پر آئیں جن میں شامل تھیں ''احسان،انسانیت کے دشمن،جاگو ہوا سویرا، معشوقہ اور سیتا پور کی گیتا''۔1988ء میں ان کی 9 فلمیں ریلیز ہوئیں جن میں شامل تھیں''بیس سال بعد،دو وقت کی روٹی،انتقام،قبرستان،کنور لال،مالا مال،پانچ فولادی،قاتل اور وی پرتیفکیٹ مرڈر''۔1989ء میں بھی ان کی 5 فلمیں ریلیز ہوئیں جن میں شامل تھیں'' دوست،کھلی کھڑکی،میری زبان،نقاب'' اور ''سنتوش''۔1990ء میں 3 فلمیں ریلیز ہوئیں جن میں ''جین،مہا سنگرام اور ''پتی پتنی اور طوائف'' شامل تھیں۔1991ء میں ان کی چار فلمیں دیکھنے کو ملیں جن میں ''نو،عزت،رام گڑھ کے شعلے اور پیار دلدار'' شامل تھیں۔1992ء میں بھی صرف 6 فلمیں آئیں جن میں شامل تھیں''آسمان سے گرا،دل ہی تو ہے،جل مائی فرینڈ،سالی آدمی گھر والی،وقت کا بادشاہ اور دردوگی''۔1993ء میں 5 فلمیں منظر عام پر آئیں جن میں شامل ہیں'' بے قصن،ان کسنڈی،رودالی''،کناڈا زبان میں بننے والی فلم ''بادل ہی ہے'' اور تیلگو فلم ''پریما یودھم''۔1995ء میں ''انوکھی چال'' جبکہ 1996ء میں ان کی تین فلمیں ریلیز ہوئیں جن میں ''اتنک،مکسا اور سوتیلا بھائی'' شامل تھیں۔ ناقدین نے دس فلموں کو امجد خان کی بہترین فلمیں قرار دیا ہے،جن میں پہلی بہترین فلم تو بلاشبہ ''شعلے'' ہے جس کے بارے میں کچھ زیادہ کہنے کی گنجائش ہے نہ ضرورت۔اس بات پر بھی اتفاق رائے ہے کہ اگر اس فلم میں سے امجد خان کو نکال دیا جائے تو اس کی کامیابی کا کوئی جواز نہیں رہتا،جب بھی گبر سنگھ سکرین پر نمودار ہوتا تو شائقین فلم نعرے لگانے اور سیٹیاں بجانے لگتے۔امجد خان نے ایک ڈاکو کے کردار میں نہ صرف جان ڈال دی بلکہ اسے ایک یادگار پرفارمنس کا درجہ بھی دلوا دیا۔اس فلم کی ریلیز کے صرف دو سال بعد 1977ء میں ریلیز ہوئی فلم ''شطرنج کے کھلاڑی'' جسے عالمی حیثیت کے حامل ڈائریکٹر ستیہ جیت رے نے ڈائریکٹ کیا تھا،اس فلم میں امجد خان نے اودھ کے نواب واجد علی شاہ کا کردار کیا،اس پرفارمنس کو بھی بجا طور پر بہترین اداکاری کا مظہر قرار دیا جا سکتا ہے۔یہ ایک ایسے حکمران کا کردار تھا جو اپنے اقتدار کے آخری لمحات میں اپنا تخت تاج برطانیہ کے حوالے کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔امجد خان نے ایک مجبور اور لاچار نواب کی اداکاری کو لاجواب بنا دیا۔اگلے سال یعنی 1978ء میں ریلیز ہوئی فلم ''مقدر کا سکندر'' جسے پرکاش مہرہ نے بنایا تھا اور اس میں امجد خان کے علاوہ ریکھا ایک طوائف کے کردار میں امیتابھ بچن کے عشق میں گرفتار دکھائی دیں،جس کا والہانہ پن تینوں کی تباہی کا باعث بنتا ہے۔دو سال بعد 1980ء میں ریلیز ہوئی فلم ''قربانی'' ،جس میں زیادہ تر دلکشی تو زینت امان کی بے باکی کی وجہ سے تھی مگر چوہنگم چباتے پولیس آفیسر کے کردار میں امجد خان کو نظر انداز کرنا بھی ممکن نہیں تھا۔1981ء میں منظر عام پر آئی فلم ''لاوارث'' جس میں امجد خان کا کردار سونے کی کان میں کھدائی کرنے والے ایک کارکن کا تھا جو دولت کی خاطر اپنی حاملہ گرل فرینڈ کو چھوڑ دیتا ہے مگر کئی دہائیوں کے بعد اسے اپنے اس عمل پر پچھتاوا ہوتا ہے تو وہ اپنے ناجائز بیٹے کو اپنانے کی جدوجہد کرنے لگتا ہے۔اس فلم میں ایک بوڑھے باپ کا کردار امجد خان نے کمال مہارت سے کیا ہے۔اسی سال ریلیز ہوئی ایک اور فلم ''کالیا'' جس میں امجد خان نے ایک سمگلر کا کردار کیا جو بظاہر ایک بزنس مین کا روپ دھارے ہوتا ہے،وہ شاہانی سیٹھ کا کردار تھا جو ہر طرح کی برائی میں ملوث ہوتا ہے،امیتابھ بچن نے اس فلم میں کمال کے مکالمے بولے ہیں مگر امجد خان کا یہ جملہ لوگوں کو آج بھی یاد ہے:''کتوں اور بھکاریوں کا اندر آنا منع ہے''اسی سال تیسری فلم تھی''یارانہ''گزشتہ دو فلموں کی طرح اس کے ہیرو بھی امیتابھ بچن ہی تھے۔اس فلم میں امیتابھ اور امجد دوستوں کے روپ میں نظر آئے۔کشن (امیتابھ) کی کوشش ہوتی ہے کہ اس کے دوست بشن (امجد خان) کو اس کا حق ملے۔دوستی کے حوالے سے اس فلم کا گانا ''تیرے جیسا یار کہاں'' بھلا کون بھول سکتا ہے۔1984ء میں ریلیز ہوئی فلم ''اُتساؤ''(Utsav) جس میں امجد خان نے کاما سوترا کے مصنف کا کردار کیا۔یہ کردار نبھانا بھی اعلیٰ صلاحیتوں کی دلیل ہے۔اسی طرح 1986ء میں ریلیز ہونے والی فلم ''چمیلی کی شادی'' اور 1993ء میں بننے والی فلم ''رودالی''(Rudaali) میں بھی امجد خان نے یادگار کردار کئے۔

ختم شد

فلموں میں ولن کے کردار کو جو مقام دلوایا وہ کسی اور فنکار کے حصے میں نہیں آیا

''شعلے'' کے گبر سنگھ نے ثابت کر دیا کہ ولن کا کردار بھی فلم کی کامیابی میں کلیدی کردار ادا کر سکتا ہے

مزاحیہ کرداروں میں بھی اداکارانہ صلاحیتوں کا لوہا منوایا